© rasailojaraid.com

جناب ریاض الحسن نوری ایم۔اے

ایک حدیث کی تحقیق

(۲)

جہاں تک صاحب موصوف کا دعویٰ ہے اور جو دہ عربی کے طالب علموں کو سبق دے رہے ہیں کہ "رأینا" کا مطلب فقہی رائے ہے تو یہ سراسر غلط ہے۔ اگر وہ اس قدر زحمت گوارا کرتے کہ اس روایت کے مختلف طرق صحاح ستہ اور بیہقی وغیرہ میں دیکھ لیتے تو ان کو ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ فقہی اصطلاحات اور بولیاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کی ہیں۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ روایت بالمعنیٰ کو بھی محدثین جائز سمجھتے رہے ہیں اور شروع میں تو اس پر عمل بھی کافی ہوتا رہا ہے۔ پس "رأینا" کے اصلی معنی وہی ہوں گے جو محدثین عظام فرمائیں گے جنہوں نے حدیث کو خود سنا اور روایت کیا نہ کہ چودہ سو سال بعد کے ایک یا چند متجددین جن کی دانش اقبال کی اصطلاح میں فرنگی ہو چکی ہو۔

جیسا کہ علمائے حدیث کو معلوم ہے کہ صحیح مسلم پر امام مسلم کے شاگرد رشید ابو عوانہ نے "مستخرج" لکھی ہے۔ شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین میں اس کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ اصطلاح محدثین میں "مستخرج" اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھے۔ اور اپنی سند کو اس طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جس پر یہ "مستخرج" ہے۔ بلکہ اپنے واسطے کو اس کتاب کے مصنف کے شیخ یا شیخ الشیخ یا اور اوپر تک بیان کر دے اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہو گئی تو اس کتاب کے مصنف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق اور اسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اضافہ کر دیا ہے بلکہ قدرے قلیل متون میں زیادتی بھی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک مستقل کتاب ہو گئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے جو منتقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ اصل کتاب کے بعض حصے حال ہی میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئے ہیں اور نام "مسند ابو عوانہ" لکھا ہے۔ اس کتاب کی جلد چہارم صفحہ ۶۰، ۶۱ پر مذکورہ بالا روایت کو امام مسلم کے شیخ الشیخ ابو الاشہب سے اوپر تک متصل پانچ مختلف سلسلہ اسناد سے روایت کیا گیا ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت اور اس کی اسناد سے ثابت ہے:

"حدثنا الصغانی قثنا ابو نعیم قثنا ابو الاشہب ح وحدثنا ابو امیۃ قثنا ابو نعیم وعبید اللہ بن موسیٰ وشریح بن النعمان ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان عندہ فضل ظہر فلیعد بہ علی من لا ظہر لہ۔ فذکر من الاصناف ما ذکر قال ابو الاشہب یعنی المال حتی ظننا انہ لا حق لاحد منا فی فضل"

ابو عوانہ کی روایت ایک تو پانچ مختلف اسناد سے مروی ہے، دوسرے اس میں "ظننا" سے پہلے خاص طور پر "قال ابو الاشہب" درج ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اصل میں ابو الاشہب نے "ظننا" کا لفظ ہی استعمال کیا تھا اور مسلم والی روایت میں بعد کو یہ حدیث بالمعنی روایت کی گئی اور "رأینا" کے بجائے اس کے ہم معنیٰ لفظ کے طور پر "ظننا" کا لفظ استعمال کر دیا گیا پس ثابت ہوا کہ اصل روایت میں لفظ "ظن" ہی تھا اور مسلم کی روایت میں "رأینا" ظن کے معنیٰ میں ہی روایت بالمعنیٰ کے طور پر آیا ہے۔ پس اس کا مطلب "فقہی رائے ہو گئی" ہرگز نہیں لیا جا سکتا۔

حدیث زیرِ بحث کے ساتھ ابو عوانہ نے اسی باب میں ایک اور حدیث بھی بیان کی ہے اور دونوں حدیثوں کو ایک ہی باب میں درج کیا ہے اور باب کا عنوان یہ باندھا ہے:

"باب الخبر الموجب علی من لہ فضل ظہر او زاد او غیر ذالک وہو فی سفر ان یعود بذالک الی من لا ظہر معہ او من لا زاد معہ وعلی من جیاً ظہراً وزاداً بیخرج ممنعتہ علی ان یدبغہ الی من یحزہ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری حدیث جو اس باب کے تحت دی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہے :

"حدثنا الصغانی وجعفر الصائغ قالا ثنا عفان بن مسلم قثنا حماد قال انا ثابت عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان فتی من اسلم - ورب قال حماد: رجل[1] من اسلم - اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال : یا رسول اللّٰہ! انی ارید الجہاد ولیس معی ما اتجہز بہ، فقال : اذہب الی فلان فقد کان تجہز فمرض فقل لہ : ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرئک السلام ویأمرک ان تعطینی ما تجہزت بہ فأتاہ فقال : یا فلانۃ انظری ما جہزتنی بہ فاعطیہ ایاہ ولا تحبسی عنہ شیئا فلا یبارک فیہ! وقال الصغانی : فیبارک لہ فیہ "

ابوعوانہ نے اس باب سے اگلا باب جو باندھا ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غزوہ کا ذکر کیا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے - مگر ہم باب یہیں پر نقل کئے دیتے ہیں کیونکہ اس روایت پر بھی اس سے روشنی پڑتی ہے - باب کا عنوان یہ ہے :

"بیان الخبر الدال علی الاباحۃ لامیر القوم فی السفر ان یأمر من عندہ فضل زاد ان یطعم منہ من لا زاد معہ، وعلی اباحۃ احضار القوم طعامہم یخلطونہا ویجتمعون علی أکلہا "

دیکھئے یہاں لفظ "اباحت" استعمال کیا گیا ہے - حالانکہ اس سے مطلب مستحب ہے - حضورؐ کے دور میں کبھی واجب کا لفظ تاکیداً مستحب کے لئے استعمال ہوتا تھا اور کبھی مستحب کے لئے اباحت کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا مثال سے ظاہر ہے -

خود مرفوع حدیث میں واجب کا لفظ مستحب کے لئے تاکیداً استعمال ہوا ہے - مثلاً

---

[1] دیکھئے بعض مرتبہ ایک ہی راوی، ایک ہی مرتبہ ایک لفظ استعمال کرتا ہے اور بعض مرتبہ دوسرا لفظ استعمال کرتا ہے - ایسی صورت میں جو لفظ زیادہ واضح ہوگا اس کو مقبولیت حاصل ہوگی - یعنی اس مثال سے پتہ چلا کہ رجل نوجوان کو بھی کہہ سکتے ہیں اور بوڑھے کو بھی - مگر "فتی" کے استعمال سے پتہ چل گیا کہ وہ نوجوان ہی تھا اور جب "رجل" کا لفظ استعمال کیا، اس وقت بھی مطلب نوجوان ہی تھا -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جامع الصغیر میں ابوسعید خدریؓ ہی کی روایت یوں ہے :

" ۵۷۶۳ - غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم " (موطا امام مالک - احمد ، ابوداؤد ، نسائی ، ابن ماجة) (صحیح)

مناوی اس کی شرح فیض القدیر میں لکھتے ہیں :

" واجب (ای کالواجب فی التأکید) وفی الکیفیة لا فی الحکم "

اس سے اگلی حدیث فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں مندرجہ ذیل ہے :

" غسل یوم الجمعة واجب کوجوب غسل الجنابة - الرافعی عن ابی سعید " (صحیح)

اس کی شرح میں مناوی لکھتے ہیں :

" (غسل یوم الجمعة واجب) ای ثابت لا ینبغی ترکه لا انه یوثم بترکه کما یقال رعایتک فلان علینا واجبة "

یعنی اس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے غسل کو ترک نہیں کرنا چاہیے ۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ترک سے انسان گنہگار ہو جاتا ہے ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کی رعایت ہم پر واجب ہے ۔

مزید مناوی فرماتے ہیں :

" (کوجوب غسل الجنابة) یعنی کصفة غسل الجنابة فالتشبیه لبیان صفة الغسل لا لبیان وجوبه "

اس کے ساتھ مزید دو روایات :

تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ۔

۶۵۴ - **حدیث** : " اذا اتی احدکم الجمعة فلیغتسل " متفق علیه من حدیث ابن عمر ورواه ابن حبان واللفظ له وله طرق کثیرة وعد ابو القاسم بن منده من رواه عن نافع عن ابن عمر فبلغوا ثلاثمائة ، وعد من رواه غیر ابن عمر فبلغوا اربعة وعشرین صحابیا وقد جمعت طرقه عن نافع فبلغوا مائة وعشرین نفسا "

۶۵۵ - **حدیث** : " من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت ومن غسل فالغسل افضل " (احمد واصحاب السنن وابن خزیمة من حدیث الحسن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عن سمرۃ وقال الترمذی: حدیث حسن ورواہ بعضہم عن قتادۃ عن الحسن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسلاً ۔

اس حدیث پر بحث کو آخیر میں ابن حجر یوں ختم کرتے ہیں:

تنبیہ: من اقوی ما یستدل بہ علی عدم الفریضۃ الغسل یوم الجمعۃ ما رواہ مسلم عقیب احادیث الامر بالغسل عن ابی ھریرۃ مرفوعاً من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ فاستمع و انصت غفر لہ ما بین الجمعۃ الی الجمعۃ وزیادۃ ثلاثۃ ایام)

غرض اس سلسلہ کی تمام احادیث اور روایات کو سامنے رکھ کر جس میں حضرت عثمانؓ کا مشہور واقعہ بھی ہے جب کہ آپ صرف وضو کرکے جمعہ کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں داخل ہوگئے تھے، قریب قریب سب ہی علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ فقہی بولی میں جمعہ کا غسل فرض نہیں ہے۔ غرض یہ چیز بالکل واضح ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعد کی رائج کردہ فقہی بولیوں میں گفتگو نہیں ہوا کرتی تھی۔

اب اور آگے بڑھئے، اسی روایت کو امام مسلم کے شیخ الشیخ بلکہ خود امام مسلم کے شیخ شیبان سے امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں دو مختلف سلسلہ اسناد سے بیان کیا ہے جن میں سے ایک سلسلہ سند تو وہی ہے جو ابو عوانہ کا ہے۔ مگر دوسرا سلسلہ سند مختلف ہے ابو داؤد کی روایت حسب ذیل ہے:

۱۶۶۳ - حدثنا محمد بن عبد اللہ الخزاعی وموسی بن اسماعیل قالا ثنا ابو الاشھب عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری، قال: بینما نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ جاء رجل علی ناقۃ لہ، فجعل یصرفہا یمیناً وشمالاً، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان عندہ فضل ظہر فلیعد بہ علی من لا ظہر لہ ومن کان عندہ فضل زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ حتی ظننا انہ لا حق لاحد (منا) فی الفضل۔

پس واضح ہوگیا کہ ابو عوانہ نے پانچ سلسلہ اسناد سے مسلم کے شیخ الشیخ اور امام ابو داؤد نے دو مختلف سلسلہ اسناد سے خود مسلم کے شیخ شیبان بن فروخ ابی شیبۃ الحبطی الابلی ابو محمد سے روایت کیا ہے۔ غرض ان سات سلسلہ اسناد سے روایات آئی ہیں۔ ان سب میں لفظ ظننا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استعمال ہوا ہے۔ پس مسلم کی روایت میں "رأینا" کا لفظ جو آیا ہے تو وہ "ظننا" ہی کے معنوں میں آیا ہے۔ امام ابوداؤد نے اس روایت کو کتاب الزکوٰۃ باب حقوق المال میں درج کیا ہے۔

اب مزید اور تحقیق کے دائرے کو آگے بڑھائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام بیہقی نے بھی اپنے دو سنئے سلسلہ اسناد سے اسی روایت کو امام مسلم کے شیخ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں میں لفظ "ظننا" ہی آیا ہے۔

بیہقی نے اس روایت کو کتاب الزکوٰۃ ہی میں درج کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوداؤد کی طرح ان کی رائے میں بھی یہ مسئلہ مسافر کو زکوٰۃ دینے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے باب "کراھیۃ امساک الفضل وغیرہ محتاج الیہ" میں درج کیا ہے:

"اخبرنا محمد بن عبد اللہ الحافظ اخبرنی ابو النصر الفقیہ ثنا ابو عبد اللہ محمد بن نصر الامام و احمد بن النضر بن عبد الوهاب ابو الفضل قالا ثنا شیبان بن ابی شیبۃ الابلی حدثنا ابو الاشہب عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال بینما نحن فی سفر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاء رجل علی راحلۃ لہ قال فجعل یضرب یمینا و شمالا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان معہ فضل من ظہر فلیعد بہ علی من لا ظہر لہ ومن کان عندہ فضل من زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ قال فذکر من اصناف المال ما ذکر حتی ظننا انہ لا حق لاحد منا فی فضل" رواہ مسلم فی الصحیح عن شیبان بن ابی شیبۃ۔"

پس بیہقی کو شامل کر کے واضح ہو گیا کہ نو سلسلہ اسناد میں لفظ "ظننا" استعمال ہوا ہے۔ غرض نو سلسلہ اسناد کے محدثین نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ اصل روایت کا لفظ "ظننا" ہی ہے۔

اب یہ دیکھا جائے کہ "ظننا" کن معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، مگر ہم اس میں بولنے والے کون ہیں، اس کا فیصلہ خود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنیئے کہ اصل قولِ فیصل آپؐ ہی کا ہو سکتا ہے۔

حضورؐ (فداہ ابی و امی) فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ"

یعنی جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق وصیت فرماتے رہے حتیٰ کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ اب یہ اسے وراثت میں بھی شریک کر دیں گے۔

فیض القدیر میں ہے کہ ابن عمرؓ کی روایت سے یہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور مسند احمد میں آئی ہے۔ مناوی فرماتے ہیں کہ بعض ابواب میں یہ حضرت انسؓ اور عائشہؓ سے بھی مروی ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ "ظننا" (رأینا) کے الفاظ حدیث میں فقہی فتوے کے طور پر نہیں بلکہ گمان اور خیال ہونے کے معنی میں آتے ہیں۔

سیرت النبی سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ اپنی رعایا کے لوگوں سے زبردستی نہیں بلکہ عاریتہً سواریاں، سامانِ جنگ اور دیگر اشیاء (جہاد کے موقع پر) لیا کرتے تھے۔ اور جو فی سبیل اللہ دیتا، اس کو بھی قبول فرماتے۔ مگر اس سلسلہ میں آپ نے کبھی زبردستی یا چھیننے کا طریقہ استعمال نہیں کیا۔ اس کا ایک ثبوت صفوان بن امیہ کا واقعہ ہے جو حضورؐ کے ساتھ جنگِ حنین میں شامل تھے۔ اسد الغابہ میں ان کے متعلق یوں درج ہے (صفحہ ۲۲، جلد سوم)

"فنزل دسار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حنین واستعار منہ سلاحا فقال طوعا او کرھا فقال بل طوعا عاریۃ مضمونۃ"

یعنی صفوان بن امیہ حضورؐ کے ساتھ حنین گئے اور حضورؐ نے اس سے عاریتہً اسلحہ مانگا۔ اس پر اس نے پوچھا کہ یہ آپؐ زبردستی لینا چاہتے ہیں یا معاملہ میری مرضی پر منحصر ہے کہ چاہے میں دوں یا نہ دوں؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ بالکل تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ یہ اسلحہ عاریتہً لوں گا اور میں اس کا ضامن بھی ہوں گا یعنی جو نقصان ہو گا وہ پورا کیا جائیگا۔

اس واقعہ کو ابن حجر نے اصابہ میں اور ابن عبد البرؒ نے الاستیعاب میں بھی درج کیا ہے اس میں مزید یہ ہے کہ حضورؐ نے صفوان بن امیہ کو غنائم میں سے حد سے زیادہ مال بھی دیا، الفاظ یہ ہیں:

"واعطاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغنائم یوم حنین فاکثر"

استیعاب میں یوں ہے:

"قال الزبیر اعطاہ من الغنائم فاکثر"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غرض حضورؐ نے نہ صرف عاریۃً ضمانت پر اسلحہ لیا۔ بلکہ مزید اس کے صلہ میں اسے بے انتہا مال میں غنائم میں سے دیا جو دوسروں کو نہ دیا۔ صفوان کے اس واقعہ کو طبری نے بھی اپنی تاریخ میں محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ سیرت طیبہ میں اس کو یوں درج کیا ہے:

"وذکر لہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عند صفوان بن امیہ ـــ ولم یکن اسلم یومئذ بل کان مترمنا ـــ ادراعا وسلاما۔ فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فقال: یا ابا امیہ اعرنا سلاحک نلقی بہ عدونا غدا، فقال صفوان: اغصبا یا محمد؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم: بل عاریۃ نؤدیہا الیک، قال لیس بہذا باس، وفی روایۃ الامام احمد قال صفوان: عاریۃ مضمونۃ، فقال صلی اللہ علیہ وسلم: العاریۃ مؤداۃ، فاعطاہ مائۃ درع بما یکفیہا من السلاح ۔۔ قال: واستعار صلی اللہ علیہ وسلم من ابن عمہ نوفل بن الحارث بن عبد المطلب ثلاثۃ آلاف رمح" (ص ۶۳، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون الجزء الثالث)

اوپر کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے ۱۰۰ زرہیں عاریۃً لیں اور نوفل بن حارثؓ سے تین ہزار نیزے لئے اور یہ بھی عاریت کے طور پر لیے۔ ان نوفل بن حارثؓ کے متعلق اسد الغابہ ص ۴۶ جلد پنجم میں بھی مذکورہ بالا واقعہ دیا ہے۔ اور مزید لکھا ہے کہ آپ جنگ بدر میں قید ہوئے تھے اور ان کا فدیہ حضرت عباسؓ نے ادا کیا تھا۔ آپ حضورؐ کے چچازاد بھائی تھے۔ بعض کا کہنا ہے کہ فدیہ کے بعد آپ اسلام لائے تھے۔ مگر دوسری روایت یہ ہے کہ غزوہ خندق کے زمانے میں آپ نے ہجرت کی اور اسلام لائے۔ بہر حال آپ فتح مکہ سے پہلے اسلام لا چکے تھے اور فتح مکہ میں حضورؐ کے لشکر میں شامل تھے۔ اس کے باوجود حضورؐ نے ان سے بھی زبردستی تین ہزار نیزے نہیں لئے بلکہ عاریۃً طلب کئے۔

ابو داؤد کتاب البیوع میں صفوان کے واقعہ کو تین مختلف روایات میں بیان کیا گیا ہے جس میں سے ہم صرف ایک پر اکتفا کرتے ہیں جسے بقول محشی ابو داؤد محی الدین عبد الحمید نسائی نے بھی روایت کیا ہے، اس کو ابو داؤد نے اپنے دو شیوخ سے روایت کیا ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۵۶۲: حدثنا الحسن بن محمد وسلمة بن شبیب، قالا: ثنا یزید بن هارون ثنا شریک عن عبد العزیز بن رفیع عن امیہ بن صفوان بن امیہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعار منہ ادراعا یوم حنین فقال اغصب یا محمد؟ فقال (لا) بل عاریۃ مضمونۃ۔

امام ابو داؤد نے ان احادیث کا باب یہ باندھا ہے:

باب فی تضمین العاریۃ

اس باب کے آخر میں مندرجہ ذیل دو احادیث اور بیان کی ہیں جن سے اصل معاملہ پر روشنی پڑتی ہے۔

۳۵۶۵: حدثنا عبد الوہاب بن نجدۃ الحوطی ثنا ابن عیاش، عن شرحبیل بن مسلم قال، سمعت ابا امامۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان اللہ عز وجل قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث ولا تنفق المراۃ شیئا من بیتہا الا باذن زوجہا، فقیل یا رسول اللہ ولا الطعام؟ قال ذلک افضل اموالنا، ثم قال: العاریۃ مؤداۃ والمنحۃ مردودۃ والدین مقضی والزعیم غارم واخرجہ الترمذی وقد رواہ ترمذی فی الوصایا عن شیخان عن ہناد بن السری وعن علی بن حجر وقال الترمذی (حسن صحیح)

جامع الصغیر میں یہ روایت مختصراً (عاریۃ مؤداۃ) مستدرک حاکم کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی بیان کی گئی اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اس کی شرح فیض القدیر میں مناوی فرماتے ہیں کہ:

"قال الطیبی ولا یبعد (مؤداۃ) الی صاحبہا عینا حال قیامہا وقیمۃ عند تلفہا۔"

طیبی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عاریۃ مانگی ہوئی چیز باقی ہو تو وہ واپس کی جائے گی اور اگر چیز تلف ہو گئی ہو تو قیمت ادا کی جائے گی۔"

عاریۃ کے سلسلے میں فقہی اختلافات اور ابن حزم:

عاریۃ کے سلسلے میں اس پر اجماع ہے کہ عاریت پر چیز دینے والا، جب چاہے واپس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لے سکتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ:

"للمعیر ان یرجع فی العاریۃ متی شاء۔"

اور یہی مسلک خود ابن حزم کا بھی ہے جسکو ہم بعد میں الگ عنوان سے بیان کرینگے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ عاریت پر لی ہوئی چیز اگر اتفاق سے ضائع یا برباد ہو جائے تو آیا اسکا ہرجانہ ادا کیا جائیگا یا نہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک ضمان یعنی ہرجانہ لازم نہیں ہوگا۔ مگر امام شافعی کے نزدیک ہوگا۔ اگر مستعیر کی واضح غفلت یا زیادتی سے چیز ضائع ہوئی ہو تو ہرجانہ ادا کئے جانے پر بھی اجماع ہے۔ ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں یوں ہے:

"والعاریۃ امانۃ ان هلکت من غیر تعد لم یضمن (الخ) ان هلکت العاریۃ فان کان بتعد کحمل الدابۃ مالا یحمل مثلها او ما هو فی استعمالها استعمالا لا یستعمل مثلها من الدواب وجب الضمان بالاجماع وان کان بغیرہ لم یضمن وقال الشافعی یضمن لانہ قبض مال غیرہ لنفسہ لا عن استحقاق فیضمن قولہ لنفسہ احتراز عن الودیعۃ لان قبض المودع فیها لاجل المودع لا لمنفعۃ نفسہ الی آخرہ۔"

کیونکہ ہمیں عاریت کے فقہی اختلافات سے اس وقت کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے ہم اس پر مزید گفتگو نہیں کرتے۔ مگر اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان تمام روایات اور بحث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کسی نے اس سلسلے میں یہ نہیں کہا کہ اگر معیر دولت مند ہو اور اس کے پاس فاضل سامان ہو تو وہ عاریت پر نہیں دیگا بلکہ مستعیر کو ہمیشہ کے لئے دے دیگا نہ کسی نے اس سوال کو اٹھایا کہ اگر عاریت پر دی ہوئی چیز فاضل مال رکھنے والے کی تھی تو تعدی اور زیادتی کی صورت میں بھی ہرجانہ ادا نہ کیا جائیگا۔

عاریت کے سلسلے میں مختلف روایات اور ان کے کثیر طرق پر مندرجہ ذیل کتب دیکھنی ضروری ہیں۔ ہم طوالت کے خوف سے ان سب طرق اور ان کی ابحاث کو مفصل نقل نہیں کر سکتے۔

۱۔ نصب الرایہ

۲۔ الدرایۃ فی تخریج احادیث الهدایہ

۳۔ تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۔ سنن دار قطنی۔

زیلعی نے صفوان سے زرہوں کے مستعار لینے والی حدیث کے مختلف طرق اور ان کی حیثیت بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"قلت بل هما واقعتان يدل عليه ما رواه عبد الرزاق في "مصنفه" في اثناء البيوع، اخبرنا معمر عن بعض بني صفوان عن بني صفوان عن صفوان ان النبي صلى الله عليه وسلم استعار منه دارعين احدهما بضمان، والاخرى بغير ضمان"۔[1]

پھر زیلعی لکھتے ہیں:

احاديث الباب: اخرج ابو داؤد والنسائي عن قتادة عن عطاء بن ابي رباح عن صفوان بن يعلى بن امية عن ابيه يعلى بن امية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، اذا اتتك رسلي فاعطهم ثلاثين بعيرا وثلاثين درعا، قال فقلت يا رسول الله اعارية مضمونة او عارية مؤداة؟ قال بل مؤداة، انتهى، ورواه ابن حبان في صحيحه في النوع الحادي عشر من القسم الرابع، قال عبد الحق في "احكامه": حديث يعلى بن امية اصح من حديث صفوان بن امية، قال ابن القطان: وذالك لان حديث صفوان هو من رواية شريك عن عبد العزيز بن رفيع ولم يقل: حدثنا، وهو مدلس، واما امية بن صفوان فخرج له مسلم انتهى كلامه"

پس ثابت ہوا کہ یعلی بن امیہ کی حدیث امیہ بن صفوان کی حدیث سے بھی زیادہ صحیح ہے۔ ساتھ یہ بھی جان لیں کہ امیہ بن صفوان سے بھی مسلم روایت کرتے ہیں جو ان کے ثقہ ہونے پر دال ہے۔

کلاباذی کتاب الجمع بین رجال الصحیحین سے پتہ چلتا ہے کہ امیہ بن صفوان

---

[1] پس واضح ہوا کہ دو مرتبہ زرہیں لی گئی تھیں، ایک مرتبہ ضمان کی شرط پہ اور ایک مرتبہ اس شرط کے بغیر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے سفیان بن عیینہ نے "الفتن" میں روایت کی ہے جو مسلم میں موجود ہے۔ اور مزید تقریب التہذیب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی روایت مقبول ہے۔ بخاری نے "ادب المفرد" میں، اور نسائی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں ان سے روایت کی ہے۔

جہاں تک یعلی بن امیہ کا معاملہ ہے، کلاباذی نے لکھا ہے کہ ان سے مسلم اور بخاری دونوں نے روایت کی ہے۔ تقریب التہذیب میں ہے کہ یہ مشہور صحابی ہیں اور ان سے صحاح ستہ کے تمام مصنفین روایت کرتے ہیں۔

عاریت کی بحث میں ایک مقام پر زیلعی لکھتے ہیں کہ حدیث "المنحۃ مردودۃ و العاریۃ مؤداۃ"، کو ابی امامہؓ سے ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد ان اصحابؓ سے روایات کے مختلف طرق کو بیان کیا ہے جس کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

(بقیہ آخری قسط آئندہ، ان شاء اللہ!)

ضروری گزارش

"ترجمان الحدیث" سراسر دینی خدمت ہے۔ اس "دینی خدمت" کے سلسلہ کو مزید وسیع کرنے کے لیے ہم نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ دینی ذوق رکھنے والے حضرات کو نمونہ کے پرچے بالکل مفت ارسال کئے جائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک، اس کے حلقۂ خریداری کو وسیع کر کے "ترجمان" پہنچایا اور اس کو متعارف کرایا جا سکے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے حلقہ کے دینی ذوق رکھنے والے احباب اور اصحاب کے پتے، (منیجر ماہنامہ ترجمان الحدیث ۷۔ ایبک روڈ، انارکلی۔ لاہور) کے نام ارسال فرما کر اس مبارک سلسلہ میں معاون اور عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ خیرا!

منیجر

© rasailojaraid.com